Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences
(Bi-Annual)
Trilingual: Urdu, Arabic, and English
pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911
https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Published by:
Muslim intellectuals Research Center
Multan-Pakistan
Website: www.pakistanislamicus.com

Copyright Muslim Intellectuals Research Center
All Rights Reserved © 2021 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

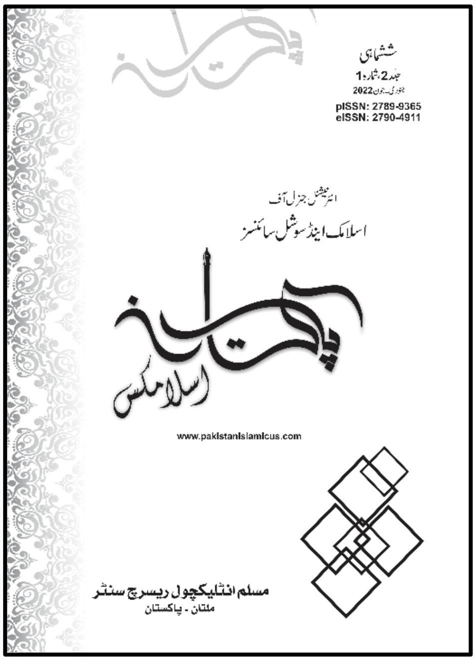

TOPIC

علم الاستثناء کا تعارف، فقہی مباحث میں اس کے استعمال اور اس کے مماثل علوم، علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کا تقابلی مطالعہ

An Introduction to Ilm-e-Istithnaa, its use in Fiqhi discourses and comparative study of its similar Sciences, Ilm-ul-Faruq And Ilm-ul-Ashbah-wan-Nazair

AUTHORS

Mehmood ul Hassan
M.Phil (Scholar), Shaikh Zayad Islamic Center(SZIC),
Punjab University (PU), Quaid-e-Azam Campus, Lahore.
Email: mhmhassan192021@gmail.com

Abbas Ali Raza
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.
Email: abbasaliraza@lgu.edu.pk

How to Cite

Malik, M. ul H., & Ali Raza, (2022).
Ilm-e-Istithnaa, its use in Fiqhi discourses and comparative study of its similar Sciences, Ilm-ul-Faruq And Ilm-ul-Ashbah-wan-Nazair:
علم الاستثناء کا تعارف، فقہی مباحث میں اس کے استعمال اور اس کے مماثل علوم، علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کا تقابلی مطالعہ۔
Pakistan Islamicus, 2(01),
Pages 01–18.
Retrieved from
https://www.pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/13

علم الاستثناء کا تعارف، فقہی مباحث میں اس کے استعمال اور اس کے مماثل علوم، علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کا تقابلی مطالعہ

AN INTRODUCTION TO ILM-E-ISTITHNAA, ITS USE IN FIQHI DISCOURSES AND COMPARATIVE STUDY OF ITS SIMILAR SCIENCES, ILM-UL-FARUQ AND ILM-UL-ASHBAH-WAN-NAZAIR.

Mehmood ul Hassan
M.Phil (Scholar), Shaikh Zayad Islamic Center(SZIC),
Punjab University (PU), Quaid-e-Azam Campus, Lahore.
Email: mhmhassan192021@gmail.com

Abbas Ali Raza
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.
Email: abbasaliraza@lgu.edu.pk

ABSTRACT

The importance of Ilm-e-Fiqh in Islamic Sciences is fundamental to the implementation of the Injunctions of the Qur'an and Hadith. And no one denies this fact. It has been a great profession for scholars to discuss Islamic issues or discuss their details and exceptions. The knowledge that is introduced in Islamic Teachings to describe exceptions is called Ilm-e-Istithnaa. This knowledge has been used in every knowledge to differentiate between two issues or two things. The Ilm-e-Istithnaa has been also used in Ilm-e-Fiqh since its inception and evolution. But the use of Ilm-e-Istithnaa in Ilm-e-Fiqh is different from its use in other Sciences. Because in Ilm-e-Fiqh only Istithnaa-e-Muttasil is discussed. However, other types of Ilm-e-Istithnaa are also discussed in other Sciences. To distinguish between two Fiqhi Ahkaam, two other Sciences are also mentioned which are called Ilm-ul-Faruq and Ilm-ul-Ashbah-wan-Nazair. These three Sciences are similar but there is a slight difference between them which is explained in this article.

اللہ تعالی نے حضرت انسان کو اس کائنات میں اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اسے باقی جانداروں سے الگ تھلگ ایک نظام عطاء فرمایا جس کی مکمل بنیاد علم پر ہے۔ کیونکہ انسان کو اگر دیگر حیوانات پر برتری حاصل ہے تو وہ صرف اور صرف علم کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ انسان وجنات (جو کہ دو مکلف مخلوقات ہیں ان) کے علاوہ باقی تمام مخلوقات کو اللہ تعالی نے ان کی ضرورت کے بقدر ان کو علم عطا فرمادیا ہے۔ جس کی بنا پر انہیں اس دنیا میں کچھ بھی سیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر انسان وجنات کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے

سیکھنے سکھانے کا سلسلہ اس دنیا میں آنے کے بعد رکھا گیا ہے۔ لیکن انسان اس علم کے حصول کے بعد کبھی کبھی حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ لہذا اس انسان کی اصلاح و فلاح کے لئے اللہ تعالی نے انبیاء کے توسط سے انسان پر کچھ احکام نازل فرمائے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان شریعت کے قائم کردہ دائرہ کار میں رہتا ہے۔ان احکام شریعت کے لئے شارع کی طرف سے کچھ اصول وضوابط وضع کئے گئے ہیں جن کی پاسداری کر کے انسان اپنی دنیوی واخروی زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لہذا شریعت اسلامیہ کی طرف سے احکام اسلامی کو بیان کرنے کے لئے جو قواعد وضوابط وضع کئے گئے ہیں ان قواعد وضوابط کے ساتھ ظاہری مماثلت ومشابہت کی بناپر بسااوقات کچھ ایسی جزئیات مل جاتی ہیں جن کا ان قواعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔ان جزئیات کو ان قواعد وضوابط سے الگ کرنے کے لئے فقہا کی طرف سے جو علوم وضع کئے گئے ہیں ان کے لئے بنیادی طور پر تین اصطلاحات قائم ہیں۔ بعد میں ان اصطلاحات کو مستقل علوم کے طور پر مطالعہ کیا جانے لگا۔ان میں سے ایک اصطلاح "علم الاستثناء "کی ہے۔دوسری اصطلاح "علم الاشباہ و النظائر "ہے۔جبکہ تیسری اصطلاح "علم الفروق "ہے۔

اس مضمون میں علم الاستثناء کا تعارف بیان کیا جائے گا اور اس کے ساتھ دوسرے مماثل علوم، علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کے مختصر تعارف کو ذکر کرنے کے بعد ان تینوں مماثل علوم کے مابین تعلق کو (فقہ وعلوم فقہ کی روشنی میں) بیان کیا جائے گا۔ علم الاستثناء کو بطور خاص اس مضمون میں شامل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس علم کو فقہی مباحث میں بطور خاص اردو میں کسی نے بیان نہیں کیا۔ جس بناپر عصر حاضر کی اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس موضوع پر قلم کشائی کی گئی۔اس موضوع کو سمجھنے میں آسانی کے لئے درج ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا:

- نمبر 1: علم الاستثناء کا مختصر تعارف
- نمبر 2: مماثل علوم (علم الاشباہ والنظائر، علم الفروق) کی تعریف
- نمبر 3: تینوں مماثل علوم کا آپس میں تعلق

علم الاستثناء

علم الاستثناء چوں کہ ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتا ہے۔اور علم الاشباہ اور علم الفروق کی طرح اس کی اتنی زیادہ شہرت نہ ہونے کی بناء پر اس کا تعارف مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

استثناء کالغوی معنی

استثناء یہ باب استفعال کا مصدر ہے۔اس کا مادہ ث،ن،ی ہے جس کے متعدد معانی بیان کئے گئے ہیں۔جن میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیاجاتاہے۔

ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ: ث ن اور ی ایک ہی اصل ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو دو بار مکرر لانا ہے۔یا دو چیزوں کو پے در پے اور اور متباین ذکر کرنا ہے۔چنانچہ عبارت کے الفاظ "ثنیت الشیء ثنیا"[1] ہیں۔

علامہ قرافیؒ کہتے ہیں کہ یہ لفظ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے:[2]

- "اخراج بعض من کل"(کسی کلی شئے میں سے ایک جزء کو نکالانا)
- "التعالیق اللغویة التی ھی شروط"(وہ لغوی تعالیق جو کہ شروط کے طور پر استعمال ہوتی ہیں)

لفظ استثناء کلام میں زیادہ تر جن معانی کیلئے کیلئے استعمال ہوتا ہے وہ مذکورہ بالا دو معانی ہیں۔لیکن اس کے علاوہ درج ذیل معانی کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

- "الصرف"ث ن ی کا مادہ صرف کے معنی کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ اعرابی کا قول چرواہے کے لئے"الا واثن وجوھھا عن الماء"[3]
- "المحاشاة"لفظ استثناء محاشاۃ کے معنی کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ محاورۃ کہاجاتاہے کہ "استثنیت الشیء من الشیء حاشیته"[4]

---

1 ابن فارس،احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ،دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،1399ھ،ج1،ص391۔

Ibn e Faris, Ahmad bin Faris bin Zakaria, Mojam Maqayees al Lugha,Dar ul Fakr lit Tabaah wa Alnashr Wa Altawzie, 1399 AH, Vol 1, P 391.

2 حبجر،عبداللہ بن حسن بن محمد،الاستثناء وتطبیقاتہ فی الفقہ الاسلامی،جامعۃ الملک السعود المملکۃ السعودیہ العربیہ،1419ھ،ص۱۰۔

Hibjar, Abdullah bin Hassan bn Muhammad, Al Istithnaa wa Tatbeeqaatuhu fil Fiqhil Islami, Jamiah al Malik Alsaud Almumlikat al Saudi al Arabia, 1419AH, P 10.

3 ابن منظور،الافریقی،محمد بن مکرم بن علی،ابوالفضل ،لسان العرب،دار صادر-بیروت،۱۴۱۴ھ،ج14،ص124۔

Ibn e Manzoor al Afriqi, Muhammad bin Mukarram bn Ali, Abu al Fazal, Lisaan ul Arab, Dar ul Sadir Beirut, 1414AH, Vol 14, P124.

4 ایضا۔

Ibid.

اگر مجموعی طور پر ان تمام معانی کو دیکھا جائے تو حاشیہ کا معنی بھی کنارہ ہی ہوتا اور استثناء میں بھی گویا کہ مستثنی مستثنی منہ سے الگ کر کے حکم سے برطرف کر دیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح صرف کا معنی پھیرنا ہوتا ہے اور استثناء میں مستثنی کو مستثنی منہ کے حکم سے پھیر دیا جاتا ہے۔

استثناء کا اصطلاحی معنی

استثناء اصطلاح کے اعتبار سے بھی عموماً کل میں سے بعض کے اخراج کے معنی میں ہی آتا ہے تاہم لفظی فرق کے ساتھ استثناء کی متعدد اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں۔ جن میں سے چند مشہور تعاریف درج ذیل ہیں۔

1- **امام فخر الدین الرازیؒ** نے استثناء کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"الاستثناء مالایدخل فی الکلام الا لاخراج بعضه و لا یستقل بلفظه و لا یستقل بنفسه"[5]

"استثناء وہ ہے جو کہ کلام میں داخل نہیں ہوتا مگر اس کلام کے بعض حصے کو اس سے نکالنے کے لئے اور نہ ہی وہ لفظاً مستقل ہو اور نہ ہی بنفسہ مستقل ہو"

2- **امام رازیؒ** نے دوسری تعریف یہ کی ہے کہ:

"اخراج بعض الجملة من الجملة بلفظ الا او ما یقیم مقامه"[6]

"الا اور اس کے قائم مقام (الفاظ) کے ذریعہ جملے سے اس کے بعض حصے کو نکالنا"

3- **علامہ تفتازانیؒ** نے استثناء کی یہ تعریف نقل کی ہے کہ:

"الاخراج من متعدد بالا و اخواتها"[7]

---

5 رازی، فخر الدین، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التمیمی، ابو عبداللہ، المحصول، مؤسسۃ الرسالۃ، 1418ھ، الکلام فی العموم والخصوص، جلد 3، ص 27۔

Raazi, Fakhar ud Din, Muhammad bin Umar bin Alhassan bin Alhussain at Tamimi, Abu Abdullah, Almahsool, Moassissat ur Risalah, 1418AH, Al Kalam fil Umoom wal Khusoos, Vol 3, P 27.

6 المحصول للرازی، جلد 3، ص 27۔

Al Mahsool lil Raazi, Vol 3, P 27.

7 تفتازانی، مسعود بن عمر بن عبداللہ، سعد الدین، شرح التلویح علی التوضیح، مکتبۃ الصبیح- مصر، س ن، فصل فی الاستثناء، جلد 2، ص 39۔

Taftaazaani, Masood bin Umar bin Abdulla, Sad ud Din, Sharah ut Talveeh alat Taudeeh, Maktaba al Sabeeh-Egypt, Fasal fil Istithnaa, Vol 2, P39.

''الا اور اس کے اخوات کے ذریعہ سے (حکم سے کسی چیز کو) نکالنا''

4- **علامہ جلال الدین المحلیؒ** نے استثناء کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ:

"هو الاخراج ب الا او احدى اخواتها من متكلم واحد و قيل مطلقا"[8]

''وہ الا اور اس کے اخوات میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے متکلم کی جانب سے/مطلقا اخراج کا نام ہے''

ان تمام تعریفات سے جن امور کی وضاحت ہوتی ہے وہ درج ذیل ہیں:

- علم الاستثناء میں کل حکم میں سے بعض حکم کا اخراج ہوتا ہے۔
- علم الاستثناء میں حروف استثناء کے ذریعہ سے حکم کا آخراج ہوتا ہے۔
- استثناء کے ذریعہ سے جس حکم کا آخراج ہوتا ہے اسے مستثنیٰ کہتے ہیں، اور جس حکم سے اس حکم کا آخراج ہوتا ہے اسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔
- استثناء کے تین ارکان ہوتے ہیں۔ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ، حرف استثناء جن کو اداۃ استثناء بھی کہا جاتا ہے۔

علم الاستثناء کا ارتقاء

استثناء کا وجود لغت عرب میں شعر اور نثر کی صورت میں بھی ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں بھی استثناء کا وجود ملتا ہے ۔ لیکن قواعد فقہیہ میں استثناء کا ارتقاء علم الفقہ کے ارتقاء کے ساتھ ہی ہوا ہے۔ جس کی واضح دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ:

"اعرف الاشباه و الامثال ، ثم قس الامور عند ذلک"[9]

''(پہلے علم) اشباہ اور (علم) امثال کو پہچانو اور پھر اس کے بعد امور کو قیاس کرو''

لہذا اس قول مبارکہ میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ امثال اور اشباہ میں کچھ ایسے مسائل بھی ہوتے ہیں جو کہ ان قواعد کے مخالف

8 محلی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، البدر الطالع فی حل جمع الجوامع، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون، ۱۴۲۶ھ، جلد 1، ص374۔

Muhalli, Muhammad bin Ahmad, Abu Abdulla, Albadar ut Tali fi Hal Jama ul Jawaami, Taba, Moassissa tur Risalah Nashiroon, 1426AH, Vol 1, P374.

9 زیلعی، عبداللہ بن یوسف، جمال الدین ابو محمد، نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ، مؤسسۃ الریان للطباعۃ والنشر-بیروت، س ن، جلد 4، ص63۔

Zailai, Abdullah bin Yousaf, Jamaal ud Din abu Muhammad, Nasbur Rayah li Ahadees al Hidayah, Moassissa tur Riyyan lit Tabaa wal Nashar- Bairut, Vol 4, P63.

ہوتے ہیں اور ان پر صرف وہی مطلع ہو سکتا ہے کہ جس کو خاص ادراک کرنے کی صلاحیت حاصل ہو۔ان مسائل مخالفہ کو مستثنیات کہتے ہیں۔اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ثم قس الامور عندک" کہ اپنی طرف سے ان امور کا قیاس کرو۔10

لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اس بات کی طرف گویا کہ ایک واضح اشارہ مل گیا کہ مسائل استثناء کا وجود عہد رسالت اور عہد صحابہ میں بھی تھا۔اور پھر دوسرے علوم کے ارتقائی مراحل کے ساتھ ساتھ یہ علم بھی اپنے ارتقائی مراحل کو طے کرتا گیا۔

حروف/اداۃ استثناء

علم الاستثناء میں دو مسائل میں فرق کرنے کے لئے مختلف ادوات / حروف استعمال ہوتے ہیں۔ جو کہ ارکان استثناء میں سے ہیں۔ان ادوات کو جانے بغیر کوئی بھی علم الاستثناء سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔کیوں کہ ادوات / حروف استثناء کے ذریعہ ہی مسائل میں فرق ممکن ہو سکتا ہے ۔لہذا ذیل میں ان حروف استثناء کے بارے میں اختصار سے کلام کیا جاتا ہے۔

ادوات استثناء کی تعداد کے بارے میں دو اقوال بڑی شہرت کے حامل ہیں۔ذیل میں ان میں صرف ایک ہی قول کو ذکر کیا جاتا ہے۔تاہم ادوات استثناء پر مشتمل دوسرا قول اس کے ضمن میں ہی بیان ہو جائے گا۔

علامہ ابن ہشامؒ اور علامہ طوفیؒ کے نزدیک ادوات الاستثناء 8 ہیں۔ 11

علامہ قرافیؒ کے نزدیک ادوات استثناء 13 ہیں۔علامہ قرافی نے ادوات استثناء کو کل چھ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- حروف میں سے (1-) "الّا" ہے۔
- اسماء میں سے (2-) "غَيْرَ" (3)- "سِوَى" (4-) "سُوَى" (5-) "سَوَاءَ" ہیں۔

10 بکری، محمد بن ابو بکر بن سلیمان، الاستغناء فی الفرق والاستثناء (قسم العبادات)، جامعۃ ام القری، المملکۃ السعودیۃ العربیۃ، 1404ھ، ص 60۔

Bikri, Muhammad bin Abu Bakar bin Sulaiman, Al Istighnaa fil Farq wal Istithnaa(Qism ul Ibaadaat), Jamia Umm ul Quraa, Al Mumlikat al Saudi al Arabia, 1404AH, P 60.

11 ابن ہشام، ابو محمد، عبداللہ بن یوسف بن احمد، اوضح المسالک الی الفیۃ ابن مالک، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، س ن، جلد 2، باب المستثنی، ص 221۔

Ibn e Hisham, Abu Muhammad Abdulla bin Yousaf bin Ahmad, Audah ul Masalik ila Alfiyah ibn Malik, Dar ul Fikr lil Tabah wal Nashaar wat Tauzee, Vol 2, Bab ul Mustathnaa, P221.

- افعال میں سے(6-) "لَيْسَ" (7-) "لَا يَكُوْنُ" (8-) "مَاخَلَا" (9-) "مَا عَدَا" ہیں۔
- اور وہ ادوات کہ جن کی فعلیت اور حرفیت میں اختلاف ہے۔وہ(10-) "عدَا" (11-)"خَلَا" (حرف "ما" کے بغیر)ہیں۔
- جس کے حرف ہونے پر تو اتفاق ہے لیکن اس کی فعلیت کے بارے میں اختلاف ہے وہ(12-)"حَاشَا" ہے۔
- اور جو حرف اور اسم کا مجموعہ ہے۔وہ(13-)"لَا سِيَّمَا" ہے۔[12]

اگر ہم غور کریں تو علامہ قرافیؒ کے نزدیک جو ادوات ہیں وہ تقریباً وہی ہیں جو علامہ ابن ہشامؒ وغیرہ کے نزدیک ہیں۔لیکن بس تھوڑی سی وضاحت کے ذریعہ ان دونوں فریقین کے نزدیک حروف استثناء کے درمیان تطبیق ممکن ہے جیسا۔لہذا ذیل میں ان حروف تشبیہ کے مابین تطبیق کو بیان کیا جاتا ہے:

- علامہ ابن ہشامؒ نے "سوًى" کی تمام لغات کو ایک ہی قسم شمار کیا ہے جبکہ علامہ قرافیؒ نے اس کی تین لغات کو الگ الگ قسم شمار کیا ہے۔
- علامہ ابن ہشامؒ نے "خَلَا" اور "عَدَا" کو صرف لفظ "مَا" کے بغیر ذکر کیا ہے۔جبکہ علامہ قرافی نے "خَلَا" اور "عَدَا" کو لفظ "مَا" کے بغیر اور حرف "مَا" کے ساتھ بھی شمار کیا ہے۔گویا کہ "خَلَا" اور "عَدَا" ابن ہشامؒ کے نزدیک دو اقسام ہیں اور علامہ قرافیؒ کے نزدیک چار اقسام ہیں۔
- نیز علامہ قرافیؒ نے ایک حرف کا مزید اضافہ بھی کیا ہے جو کہ ابن ہشامؒ نے نہیں کیا اور وہ حرف "لا سیما" ہے۔

شرائط استثناء

علم الاستثناء کو استنباطِ مسائل (علوم فقہیہ) میں استعمال کرنے کیلئے عند الفقہاء اس کی 3 شرائط ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔عند الفقہاء اس لئے کہا کہ دیگر علوم میں استثناء کی شرائط اور بھی ہیں۔مگر فقہی ابحاث میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے وہ درج ذیل ہیں۔

شرط نمبر 1:الاتصال

یعنی مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے ملا ہوا ہو جدا نہ ہو۔چاہے یہ اتصال حقیقتاً ہو جیسے: "نجح الطلاب الا زيدا" یا اتصال حکماً ہو جیسے:

---

12 القرافی، شہاب الدین، الاستغناء فی احکام الاستثناء، مطبعۃ الارشاد-بغداد، 1402ھ، ص103۔

Al Qarrafi, Shihaab ud Din, Al Istighnaa fi Ahkaam al Istathnaa, Matba tul Irshaad-Baghdad, P103.

متکلم نے سانس ٹوٹنے کی وجہ سے سکوت کیا ہو یا اس جیسی دوسری اغراض مثلاً تھوک نگلنے کیلئے یا چھینکنے وغیرہ کیلئے سکوت کیا ہو تو بھی اس کلام کو متصل ہی کہا جائے گا نہ منقطع نہیں کہا جائے گا۔ لہذا اتصال استثناء کیلئے شرط ہے یا نہیں اس میں علماء کے دو اقوال ہیں۔

قول اول: راجح قول جو کہ جمہور کا ہے یہ ہے کہ اتصال استثناء کی صحت کیلئے شرط ہے۔

قول ثانی: استثناء کیلئے اتصال شرط نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ لہذا اگر اتصال کی بجائے انفصال بھی ہو تو بھی استثناء جائز ہوگا۔ یہ قول مختلف علماء کی طرف مجہول صیغوں کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے۔ جن میں حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ اور طاؤسؒ وغیرہ شامل ہیں۔[13]

شرط نمبر2: عدم استغراق

عدم استغراق کا مطلب یہ ہے مستثنی منہ میں سے تمام کا استثناء نہ کیا جائے۔ الاستثناء المستغرق اس کے بارے میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ یہ استثناء درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ اس طرح کلام لغو اور عبث ہو جائے گا کیوں کہ ایسی صورت میں کلام اپنی ہی نقیض کرنے والا ہوگا۔ جس کی وجہ سے کلام کا اثر ہی باقی نہیں رہے گا۔ لہذا کل کا استثناء جائز نہیں ہوگا۔[14]

اس کے علاوہ باقی تین صورتیں ہیں جن کو عند الفقہاء استثناء کی بحث میں جواز کا درجہ حاصل ہے۔ تاہم الاستثناء الاکثر 15 اور الاستثناء النصف 16 میں اختلاف ہے مگر راجح قول یہی ہے کہ یہ فقہی ابحاث میں یہ استثناء جائز ہے اسی طرح الاستثناء الاقل تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔[17]

---

13 الاستثناء و تطبیقاتہ فی الفقہ الاسلامی، ص 29۔

Al Istithnaa wa Tatbeeqaathu fil Fiqh al Islami,P 29.

14 الاستغناء للقرافی، باب التاسع والعشرون، ص 536۔

Al Istighnaa lil Qarrafi, Bab al Taasi wal Ishroon,P 536.

15 الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، المستصفی من علم لاصول، دار الیمان للنشر والترجمۃ والترتیب، س ن، ص 488۔

Al Ghazali, Muhammad bin Muhammad, Abu Hamid, Al Mustasfaa min Ilm al Usool, Darul Yamaan lil Nashar wa altarjuma wa Altarteeb, P 488.

16 المستصفی، ص 488۔

Al Mustasfaa, P 488.

17 الاستثناء و تطبیقاتہ فی الفقہ الاسلامی، ص 41۔ الاستغناء للقرافی، باب التاسع والعشرون، ص 536۔

Al Istithnaa wa Tatbeeqaathu fil Fiqh al Islami, P41.Al Istighnaa lil Qarrafi, Bab al Taasi wal Ishroon, P536.

شرط نمبر3: مستثنی کا مستثنی منہ کی جنس میں ہونا

اس مسئلہ کی تفصیل سے پہلے استثناء متصل اور منفصل کی حقیقتوں کو واضح کردینا ضروری ہوگا۔ جن میں سے پہلا مسئلہ استثناء متصل اور منفصل کی تعریف ہے۔اور دوسرا مسئلہ استثناء منفصل اور استثناء منقطع کے مابین نسبت کی تعیین کا ہے۔

استثناء متصل

یہ ہے کہ مستثنی اور مستثنی منہ کی جنس ایک ہو۔"صام الطلاب الا زیدا" لہذا مثال مذکورہ میں زید اور طلاب دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔

استثناء منفصل

یہ ہے کہ مستثنی اور مستثنی منہ کی جنس ایک نہ ہو۔" جاءالناس الاحمارا" لہذا اس مثال میں حمار کی جنس ناس کی جنس سے مختلف ہے۔

استثناء منفصل اور استثناء منقطع کے مابین نسبت

دوسرا اہم مسئلہ استثناء کے باب میں استثناء منفصل اور منقطع کی نسبت کی تعیین کا ہے۔اکثر علماء نے استثناء منفصل اور استثناء منقطع میں فرق نہیں کیا ہے۔جبکہ علامہ قرافیؒ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے: ان کے نزدیک استثناء منقطع کی دو صورتیں ہیں (یعنی استثناء منفصل اور منقطع میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔اور اس نسبت میں دو مادے ہوتے ہیں ایک اجتماع کا اور ایک افتراق کا):

پہلی صورت

وہ استثناء کہ جس میں مستثنی مستثنی منہ کی جنس میں سے بھی نہ ہو اور حکم کے اعتبار سے بھی اس استثناء میں داخل نہ ہو۔ جیسے: "رأیت اخوتک الا ثوبا" لہذا اس مثال میں یہ استثناء منقطع بھی ہے اور منفصل بھی ہے۔

(لہذا نسبت کے اعتبار سے یہ اجتماع کا مادہ ہوا۔)

دوسری صورت

وہ استثناء کہ جس میں مستثنی، مستثنی منہ کی جنس میں سے تو ہو لیکن اس حکم میں داخل نہ ہو۔ جیسے: "رایت اخوتک الا زیدا لم یسافر" اس مثال میں زید اخوتک کی جنس میں سے تو ہے لیکن لم یسافر کی وجہ سے اس موجودہ حکم سے خارج ہے۔ لہذا اس صورت میں

استثناء منقطع تو ہے لیکن جنس کے اعتبار سے متصل ہے۔ لہذا علامہ قرافی کی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ استثناء منفصل استثناء منقطع کی ایک نوع ہے نہ کہ مکمل استثناء منقطع ہے۔[18]

(لہذا نسبت کے اعتبار سے یہ افتراق کا مادہ ہوا۔)

اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد کہ استثناء متصل اور منفصل/منقطع کیا ہے۔ اب اس بحث کو ذکر کیا جاتا ہے کہ قواعد فقہیہ کی بحث میں استثناء متصل سے کی جاتی ہے یا منفصل/منقطع سے؟

علوم فقہیہ میں صرف استثناء متصل ہی معتبر ہے

علوم فقہیہ میں جس استثناء سے بحث کی جاتی ہے وہ استثناء متصل ہی ہے۔ اور یہی راجح اور مختار قول ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس میں فقہاء کے مابین اختلاف واقع ہوا ہے کہ قواعد و مسائل فقہیہ میں استثناء کی اقسام میں سے کون سا استثناء استعمال ہوتا ہے (استثناء متصل یا منفصل)؟

اس مسئلہ کے جواب کے طور پر استثناء متصل کے استعمال کے راجح ہونے کی وجوہات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلی وجہ

کسی جزئی کا کسی قاعدہ سے استثناء اسی صورت میں ہی ہو سکتا ہے جبکہ وہ پہلے اس حکم میں مجموعی اعتبار سے داخل ہو۔ جیسا کہ استثناء کی تعریف سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "بعض جملہ کا ما قبل حکم سے اخراج" لہذا اگر جائے تو حقیقت میں استثناء وہی ہے کہ جس میں مستثنی کے مستثنی منہ میں سے ہونا شرط ہو جیسا کہ علامہ تفتازانیؒ نے بھی اسی کو استثناء قرار دیا ہے۔ اور پھر استثناء کے متصل و منقطع ہونے سے قطع نظر انہوں نے استثناء حقیقی کی تعریف ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

"بعض الناس قسموا الاستثناء على المتصل و المنقطع ثم عرف كلا منهما بما يجب تعريفه به لكنى لم افعل كذلک ، لان الاستثناء الحقيقى هو المتصل ، و انما المنقطع يسمى استثناء بطريق المجاز ، فلم اجعل المنقطع قسما منه لكن اوردته فى ذنابه (الاستثناء الحقيقى :هو المنع عن دخول بعض ما تناوله

---

18 القرافی، أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالکی، أبو العباس شهاب الدين، شرح تنقيح الفصول فی اختصار المحصول فی الاصول، شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ، 1393ھ، ص 240۔

Al Qarrafi, Ahmad bin Idrees bin Abdur Rehman al Maliki, Abu al Abbas Shihaab ud Din, Sharah Tanqeeh ul Fusool fi Ikhtisaaril Mahsool fil Usool, Shirkah al Tabaah al Fanniyah al Muttahidah, 1394AH, P 240.

صدر الکلام فی حکمه)"[19]

"بعض لوگوں نے استثناء کو متصل اور منفصل دو اقسام میں تقسیم کیا اور پھر انہی کے مناسب تعریف کی ہے لیکن میں ایسا نہیں کروں گا اس لئے کہ استثناء حقیقی وہ استثناء متصل ہی ہے اور استثناء منفصل کو تو استثناء مجازا کہا جاتا ہے لہذا میں منقطع کو استثناء کی قسم نہیں بناؤں گا بلکہ اس کو اس کی اطراف میں ذکر کروں گا (استثناء حقیقی: وہ بعض کلام کو صدر الکلام میں داخل ہونے کی بناء پر حکم میں داخل ہونے سے روکنے کا نام ہے)"

دوسری وجہ

اگر ہم علوم فقہیہ میں استثناء منفصل کی صحت کو قبول کریں تو پھر صادق کی صداقت، وعدہ کی پاسداری، ایفائے عہد حتی کہ عقود مالیہ اور نکاح وغیرہ کچھ بھی درست نہ ہوگا۔ جیسا کہ علامہ آمدیؒ کا قول ہے کہ:

"لَوْ قِيلَ بِصِحَّةِ الِاسْتِثْنَاءِ الْمُنْفَصِلِ لَمَا عُلِمَ صِدْقُ صَادِقٍ، وَلَا كَذِبُ كَاذِبٍ، وَلَا حَصَلَ وُثُوقٌ بِيَمِينٍ، وَلَا وَعْدٌ وَلَا وَعِيدٌ، وَلَا حَصَلَ الْجَزْمُ بِصِحَّةِ عَقْدِ نِكَاحٍ وَبَيْعٍ وَاجَارَةٍ، وَلَا لُزُومُ مُعَامَلَةٍ اصْلًا؛ لِامْكَانِ الِاسْتِثْنَاءِ الْمُنْفَصِلِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ، وَلَا يَخْفَى مَا فِي ذَلِكَ مِنَ التَّلَاعُبِ وَابْطَالِ التَّصَرُّفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ، وَهُوَ مُحَالٌ"[20]

"اگر استثناء منفصل کی صحت کے بارے میں کہا جائے تو نہ تو سچے کی سچائی، جھوٹے کے جھوٹ کے بارے میں پتہ چلے گا اور نہ ہی قسم کی پختگی حاصل ہوگی اور نہ ہی وعدو وعید کا پتہ چلے گا اور نہ ہی عقد نکاح، عقد بیع اور عقد اجارہ کی صحت پر یقین حاصل ہوگا اور نہ ہی معاملہ کو اصل کے اعتبار سے لازم کیا جاسکے گا۔ استثناء منفصل کے امکان کی وجہ سے اگرچہ ایک عرصہ کے بعد ہو اور اس میں جو تصرفات شرعیہ کا ابطال اور ان کا مذاق اڑانا ہے وہ واضح ہے"۔

تیسری وجہ

علامہ آمدیؒ کی ایک دوسری عبارت سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک استثناء منفصل صرف

19 شرح التلویح علی التوضیح، ج2، ص40۔

Sharh ut Talveeh ala at tauzeeh, Vol 2, P 40.

20 شرح التلویح علی التوضیح، ج2، ص290۔

Sharh ut Talveeh ala at tauzeeh, Vol 2, P 290.

قرآن مجید میں پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ میں نہیں۔عبارت کے الفاظ یہ ہیں:

"و ذهب بعض الفقهاء الى صحة الاستثناء المنفصل فى كتاب الله تعالى دون غيره"[21]

"بعض فقہاء استثناء منفصل کے قرآن مجید میں (وجود کی) صحت کے قائل ہیں اس کے علاوہ میں نہیں"۔

اگرچہ بعض فقہاء تو استثناء منفصل کے وجود کے بارے صرف قرآن مجید کے قائل ہیں۔جس کی مثال واقعہ حضرت ابراہیمؑ میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿"فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ"[22]﴾ ("میرے لئے تو یہ سب دشمن ہیں، سوائے ایک رب العالمین کے")

لہذا اس آیت میں﴿"رَبَّ الْعَالَمِينَ"﴾ ، ﴿"عَدُوٌّ لِي "﴾کا غیر ہے، کیونکہ﴿"رَبَّ الْعَالَمِينَ"﴾خالق ہے اور﴿"عَدُوٌّ لِي "﴾مخلوق ہے۔

اسی طرح استثناء منفصل قرآن کے علاوہ اشعار عرب وغیرہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔جیسا کہ ذیل میں اس کی ایک مثال بیان کیا جاتی ہے

:

"وبلدة ليست بها أنيس إلا اليعافير والا العيس"

"اور وہ ایسا شہر ہے کہ جہاں کوئی محبت کرنے والا نہیں ہے مگر صرف جنگلی گائے کے بچے اور سفید اونٹ"

اس مثال میں انیس سے یعافیر اور سفید اونٹ کو مستثنی کیا گیا ہے۔جو کہ یقینا استثناء منفصل ہے۔کیونکہ انس ایک ایسی کیفیت ہے جس کا تعلق ذوی العقول سے ہوتا ہے نا کہ چوپائیوں سے۔

حکم

استثناء کا حکم یہ ہے کہ استثناء اس وقت درست ہوگا جبکہ مستثنی اپنے مستثنی منہ سے اتصال حقیقی کے طور پر ملا ہوا ہو، اور مستثنی منہ

---

21 آمدي، أبو الحسن، سيد الدين علي بن أبي علي بن محمد بن سالم الثعلبي، الإحكام في أصول الأحكام، دار الكتاب العربي-بيروت، 1404ھ، جلد 2، ص 310۔

Aamidi, Abul Hassan, Sayyad ud Din Ali bin abi Ali bin Muhammad bin Salim al Saalabi, Al Ihkaam fi Usool al Ahkaam, Dar ul Kitaab al Arabi-Bairut, 1404AH, Vol 2, P 310.

22 الشعراء 26:77۔

Al Shuaraa 26: 77.

میں سے اس کے تمام مستثنی کا استثناء نہ کیا گیا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ مستثنی اور مستثنی منہ کی جنس بھی ایک ہی ہو۔

مذکورہ بالا بحث سے ایک بات واضح ہوگئی کہ قواعد فقہیہ میں استثناء متصل سے بحث ہوتی ہے۔ جبکہ استثناء منفصل/منقطع کے وجود کا انکار نہیں کیا گیا۔ صرف اس بات کو واضح کیا گیا کہ ابحاث فقہیہ میں استثناء منفصل سے بحث کرنا اس لئے ممکن نہیں کہ اس صورت میں مستثنی اپنے مستثنی منہ کی جنس میں داخل ہی نہیں ہے تو احکام کا اخراج کیسے ممکن ہوگا۔ واللہ اعلم

علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کی تعریف

ان تینوں انواع کے مابین فرق کو واضح کرنے سے پہلے ان تینوں انواع کا تعارف ہونا ضروری ہے۔ علم الفروق کا تعارف ما قبل فصل میں گزر چکا۔ صرف یہاں پر علم الفروق کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

علم الفروق کی لغوی تعریف

لفظ فروق یہ "فرق" کی جمع ہے۔ اور یہ "جمع" کی ضد ہے۔ اسی لئے اسے "فرْق" تخفیف کے ساتھ اور "فرّق" تشدید کے ساتھ دونوں طرح بولا جاتا ہے۔ "فرْق" اور "فرّق" ان دونوں کے درمیان جس طرح لفظاً فرق ہے اسی طرح معنی کے اعتبار سے بھی ان کے درمیان بعض نے فرق کے مشدد اور مخفف ہونے کے اعتبار سے فرق کیا ہے۔ لیکن یہ فرق کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ جو ہمیشہ ایسا ہی ہو بلکہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے۔

علم الفروق کی اصطلاحی تعریف

"معرفة الامور الفارقة بين مسالتين متشابهتين بحيث لا يسوى بينهما فى الحكم"[23]

"ان متفرق امور کی معرفت کہ جو دو متشابہ مسائل میں موجود ہوں اس اعتبار سے کہ ان دونوں کے درمیان حکم کے اعتبار سے مساوات نہ ہو"۔

---

23 ندوی، علی احمد، القواعد الفقہیہ، دار القلم- دمشق، 1414ھ، ص ۸۱۔

Nadvi, Ali bin Ahmad, Al qawaid al Fiqhiyya, Dar ul Qalam – Damishq, 1414AH, P 81.

علم الاشباہ والنظائر

علم الاشباہ والنظائر کی تفصیلی مباحث چونکہ متعدد کتب میں موجود ہیں لہذا طوالت سے بچنے کی غرض سے یہاں صرف اصلاحی تعریف پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

"المسائل التی یشبہ بعضها بعضا مع اختلافها فی الحکم لامور خفیة ادرکها الفقهاء بدقة انظارهم"[24]

"ان مسائل کا نام ہے جو کہ اپنے حکم میں اختلاف کے باوجود چند خفیہ امور کی وجہ سے ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں جن امور کا فقہاء دقت نظر سے ادراک کرتے ہیں"۔

تینوں مماثل علوم کے مابین تعلق

تینوں علوم کے تعارف کو ذکر کرنے کے بعد مذکورہ بالا ترتیب کے لحاظ سے اب ذیل میں ان علوم کے مابین تعلق کو بیان کیا جاتا ہے

علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر کے مابین تعلق

کسی بھی علم کے مالہا وماعلیہا کو اس کی تعریف سے ہی جانا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ کسی بھی تعریف میں بہرحال جامع اور مانع ہونے کی شرط کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہذا ذیل میں بھی ان دونوں علوم کی تعریفات سے ہی ان دونوں علوم کا تعلق واضح کیا جاتا ہے۔

امور متفقہ

ان دونوں علوم میں مسائل کے ادراک میں بڑی دقت نظری درکار ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے ان خفیہ امور پر اطلاع پائی جاتی ہے جو کہ مسائل کو واضح کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

امور مختلفہ

- علم الفروق میں ان مسائل کو قواعد کے ذریعہ جدا کیا جاتا ہے جو کہ فقہی ابواب کے اعتبار سے الگ کئے گئے ہوں۔ جیسا کہ ذیل میں ایک مثال سے

---

24 القواعد للمقری، ص۲۹۔

Al Qawaid lil Nadvi, P 29.

اس امر کو واضح کیا جاتا ہے:

"كَافِرٌ مَيِّتٌ غُسِّلَ ثُمَّ اوقِعَ فِي مَاءٍ؛ يُنَجِّسُهُ. وَانْ غُسِّلَ مُسْلِمٌ مَيِّتٌ ثُمَّ اوقِعَ فِي مَاءٍ؛ لَمْ يُنَجِّسْهُ".وَالْفَرْقُ انَّا حَكَمْنَا بِنَجَاسَةِ الْكَافِرِ بِمَوْتِهِ وَلَمْ يُوجَدْ مَا يُوجِبُ الْحُكْمَ بِطَهَارَتِهِ، بِدَلِيلِ انَّهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ، فَاسْتَوَى وُجُودُ الْغُسْلِ وَعَدَمُهُ فِي حَقِّهِ. وَلَيْسَ كَذَلِكَ الْمُسْلِمُ؛ لِانَّهُ وُجِدَ مَا يُوجِبُ الْحُكْمَ بِطَهَارَتِهِ بِدَلِيلِ جَوَازِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَصَارَ كَثَوْبٍ نَجِسٍ غُسِلَ ثُمَّ وَقَعَ فِي مَاءٍ فَانَّهُ لَا يُفْسِدُهُ، لِانَّا حَكَمْنَا بِطَهَارَتِهِ وَجَوَازِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ. وَلِهَذَا الْمَعْنَى قُلْنَا انَّهُ لَوْ صَلَّى وَهُوَ حَامِلٌ شَهِيدًا عَلَى ثَوْبِهِ دَمٌ جَازَتْ صَلَاتُهُ؛ لِانَّا حَكَمْنَا بِطَهَارَتِهِ، بِدَلِيلِ جَوَازِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ، فَجَازَتْ صَلَاتُهُ مَعَهُ كَذَلِكَ هَذَا"[25]

"کافر کی میت کو غسل دیا گیا پھر اس کی میت پانی میں گر گئی تو وہ میت پانی کو نجس کر دے گی۔اور اگر مسلمان کی میت کو غسل دیا گیا اور وہ پانی میں گر گئی تو وہ میت پانی کو نجس نہیں کرے گی۔فرق یہ ہے کہ ہم نے کافر کے نجس ہونے کا حکم اس کی موت کے ساتھ ہی لگا دیا کہ اس میں وہ امور نہیں پائے جاتے جو کہ اس پر پاکی کے حکم کو واجب کریں۔اس دلیل کی وجہ سے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں۔پس اس کے حق میں غسل دینا اور نہ دینا دونوں برابر ہیں۔اور مسلمان ایسا نہیں ہے۔اس لئے کہ اس میں وہ امور پائے جاتے ہیں جو کہ اس پر طہارت کے حکم کو واجب کرتے ہیں اس پر جنازہ کے جائز ہونے کی دلیل کی وجہ سے، پس یہ (مسلمان) اس نجس کپڑے کی طرح ہو گا کہ جس کو دھویا گیا اور پھر وہ کپڑا پانی میں گر گیا تو وہ کپڑا اس پانی کو نجس نہیں کرے گا،اس لئے کہ ہم نے اس کپڑے پر پاک ہونے کا اور نماز کے جواز کا حکم لگا دیا،اسی علت کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اگر مسلمان شہید کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتا ہے اس حال میں کہ اس پر خون لگا ہوا تھا تو بھی اس کی نماز جائز ہو گی اس میت پر نماز کے جائز ہونے کی دلیل کی وجہ سے"۔

لہذا مذکورہ بالا مسئلہ میں کافر میت اور مسلم میت کو غسل کے بعد پانی میں ڈالنے سے پانی کے نجس ہونے کے بارے میں فرق کو بیان کیا جا رہا ہے۔اور دونوں مسائل کا تعلق غسل (طہارت) کے باب سے ہے۔

جبکہ علم الاشباہ والنظائر میں ایک ہی قاعدہ کے تحت آنے والے مختلف ابواب سے متعلق مسائل کو بیان کیا جاتا ہے۔جس کی مثال درج

25 کرابیسی، ابوالمظفر، اسعد بن محمد بن الحسین، جمال الاسلام النیسابوری الحنفی، الفروق، وزارۃ الاوقاف الکویتیۃ، 1402ھ، ج1، ص39۔

Karabeesi, Abu al Muzaffar, Asad bin Muhammad bin al Hussain, Jamal ul Islam al Nisaburi al Hanafi, Al Furooq, Wazarah al Auqaaf al Quaitiyya, 1402AH, vol 1, P 39.

ذیل ہے:

"انَّ بَيْعَ الْعَصِيرِ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا انْ قَصَدَ بِهِ التِّجَارَةَ فَلَا يَحْرُمُ وَانْ قَصَدَ بِهِ لِاجْلِ التَّخْمِيرِ حَرُمَ. وَكَذَا غَرْسُ الْكَرْمِ عَلَى هَذَا (انْتَهَى). وَعَلَى هَذَا عَصِيرُ الْعِنَبِ بِقَصْدِ الْخَلِّيَّةِ اوْ الْخَمْرِيَّةِ. وَالْهَجْرُ فَوْقَ ثَلَاثٍ دَائِرٌ مَعَ الْقَصْدِ، فَانْ قَصَدَ هَجْرَ الْمُسْلِمِ حَرُمَ وَالَّا لَا . وَالْاحْدَادُ لِلْمَرْاةِ عَلَى مَيِّتٍ غَيْرِ زَوْجِهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ دَائِرٌ مَعَ الْقَصْدِ، فَانْ قَصَدَتْ تَرْكَ الزِّينَةِ وَالتَّطَيُّبِ لِاجْلِ الْمَيِّتِ حَرُمَ عَلَيْهَا، وَالَّا فَلَا. وَكَذَا قَوْلُهُمْ انَّ الْمُصَلِّيَ. اذَا قَرَا ايَةً مِنْ الْقرآن جَوَابًا لِكَلَامٍ بَطُلَتْ صَلَاتُهُ"[26]

"بے شک عصیر کی بیع اس شخص کیلئے جو اسے خمر بنانے کیلئے لیتا ہے اگر اس کی غرض تجارت ہو تو یہ بیع جائز ہے اور اگر اس کا ارادہ خمر بنانے کا ہو تو حرام ہے۔یہی حکم انگور کی بیل کا ہے۔اسی پر قیاس کیا جائے گا انگور کے عصیر کا سرکہ بنانے اور خمر بنانے کے ارادے کے اعتبار سے۔اور تین دن سے زیادہ قطع کلامی بھی ارادے پر موقوف اگر ارادہ کیا مسلمان سے قطع کلامی کا تو حرام ہے و گرنہ نہیں۔اور عورت کیلئے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا بھی ارادے پر منحصر ہے۔اگر اس نے بناؤ سنگھار اس میت کی وجہ چھوڑا ہو تو ایسا کرنا حرام ہے و گرنہ نہیں۔اسی طرح فقہاء کا قول ہے کہ بے شک نماز پڑھنے والا اگر کوئی آیت کلام کا جواب دینے کی غرض سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی"۔

لہذا ان تمام مسائل کا تعلق مختلف ابوب سے تو ہے لیکن یہ تمام مسائل قاعدہ "الامور بمقاصدها"[27] کے تحت جمع کئے گئے ہیں۔

- علم الفروق میں دو ایسے مسائل میں فرق بیان کیا جاتا ہے جو کہ بظاہر حکم کے اعتبار سے ایک جیسے ہوں۔جیسا کہ مذکورہ بالا مثال میں واضح ہو چکا۔جبکہ علم الاشباہ میں ایک ہی قاعدہ کی مختلف فروعات کو بیان کیا جاتا ہے۔

---

26 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد المصری، الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت—لبنان، 1419ھ، ص 23۔

Ibn e Nujaim, Zain ud Din bin Ibrahim bin Muhammad al Misri, Al Ishbaah wan Nizaair, Dar ul Kitub al Ilmiyya, Bairut- Labnan, 1419AH, P 23.

27 الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص 23۔

Al Ishbaah wan Nizaair Li Ibn Nujaim, P 23.

علم الاشباہ اور علم الاستثناء کے مابین تعلق

امور متفقہ

صرف ایک ہی چیز میں ان دونوں میں اتفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں علوم میں مسئلہ کا تعلق حکماً ماقبل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اشباہ میں جزئیات کا ماقبل مذکورہ قاعدہ کے ساتھ اور استثناء میں مستثنیٰ کا ماقبل مستثنیٰ منہ کے ساتھ۔ (کیونکہ علوم فقہیہ میں استثناء صرف متصل ہی ہوتا ہے)

امور مختلفہ

علم الاشباہ اور علم الاستثناء کے مابین تعلق مجموعی طور پر تباین کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم الاشباہ میں ایک ہی قاعدہ کے تحت آنے والی مختلف ابواب سے متعلق جزئیات کو یا پھر ایک ہی باب سے متعلق جزئیات کو ذکر کیا جاتا ہے۔ جبکہ علم الاستثناء میں (مستثنیٰ منہ کے) حکم میں سے کچھ حصے (مستثنیٰ) کو خارج کیا جاتا ہے۔ جو کہ پہلے اس میں داخل تھا۔

علم الفروق اور علم الاستثناء کے مابین تعلق

امور متفقہ

- دونوں علوم کا تعلق دو مسائل میں فرق کرنا ہے۔
- دونوں ماقبل کے حکم میں داخل ہوتے ہیں۔

امور مختلفہ

عموماً علم الاستثناء میں لفظ "الا" اور اس کے ادوات کے ذکر سے استثناء کیا جاتا ہے۔ جبکہ علم الفروق کے اعتبار سے دیکھا جائے تو "الفرق" کے لفظ سے دو مسائل میں فرق کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اصول کلی نہیں ہے جیسا کہ ماقبل میں گزر چکا۔

علم الاستثناء فی الاصل علم الفروق کے تابع ہے۔ اصل میں علم الفروق ہی ہے کہ جس میں دو مسائل میں فرق کیا جاتا ہے۔ اب چاہے لفظ الا سے ہو یا لفظ الفرق سے ہو۔

خلاصہ بحث

علم الاستثناء کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ الا سے ماقبل ذکر کردہ سے الا کے مابعد حکم کا استثناء یا اخراجا استثناء ہے۔

علم لاستثناء کے ارکان تین ہیں۔ مستثنی، مستثنی منہ اور ادوات استثناء۔ پھر ادوات استثناء کی کل تعداد تیرہ ہے جو کہ مختلف ادوات کی اسمیت ،فعلیت اور حرفیت کے اختلاف کے اعتبار سے منقسم ہیں۔ علم الاستثناء کی تین شرائط ہیں۔ جن سے استثناء کا حکم واضح ہو جاتا ہے جس کو یہاں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

علم الاستثناء کے دو اور مماثل علوم بھی ہیں۔ جو کہ علم الفروق اور علم الاشباہ والنظائر ہیں۔ ان تینوں مماثل علوم میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ جس کو اس مضمون میں بطور اختصار بیان کیا گیا۔

ان تینوں علوم میں مماثل خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مسئلہ کا تعلق حکما ما قبل کے ساتھ ہوتا ہے۔ مختلف خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ علم الفروق اور علم الاشباہ دونوں علوم کی حیثیت بنیادی علوم کی سی ہے۔ جبکہ علم الاستثناء ان دونوں علوم کے تابع ہے۔ دوسری مختلف خصوصیت یہ ہے کہ علم الاشباہ کے علاوہ باقی دونوں علوم میں ما قبل حکم سے ایک مسئلہ کا حکم الگ کیا جاتا ہے۔ جبکہ علم الاشباہ میں ما قبل حکم کی جتنی فروعات بنتی ہیں ان کو یکجا ذکر کیا جاتا ہے۔